

حافظ محمد رفیع سعید

امام احمد رضا بریلوی
رحمۃ اللہ علیہ

عظیم المرتبت عالم
جلیل القدر شاعر



رضا اکیڈمی
لاہور — پاکستان

کتاب ————— امام احمد رضا عظیم المرتبت عالم
جلیل القدر شاعر

تالیف ————— حافظ عمر فاروق سعیدی

تقدیم ————— مولانا محمد صدیق ہزاروی

کتابت ————— محمد عاشق حسین ہاشمی، چینوٹ

صفحات ————— ۴۸

اشاعت اول —————

ناشر ————— رصن اکیڈمی

مطبع ————— احمد تاجدارٹ پریس ہونی ڈولہ

ہدیہ ————— دماغ غیر حق معاونین رصن اکیڈمی جبرڈ لاہور
عطیات بھیجنے کے لیے

رصن اکیڈمی اکاؤنٹ نمبر ۹۳۸/۳، حبیب بینک

دسٹ پورہ سٹرانچ لاہور

بذریعہ ڈاک طلب کرنے والے حضرات پانچ روپے کے ڈاک
ٹکٹ ارسال کریں !!

ملنے کا پتہ

رضا اکیڈمی رجسٹرڈ مسجد رصن محبوب روڈ چاہ میران لاہور پاکستان

کوڈ نمبر ۵۴۹۰، فون نمبر ۲۵۰۴۴۰

تقدیم

کسی شخصیت کے علمی و روحانی کارناموں اور دینی و ملی خدمات کو اجاگر کیے بغیر اس سے عقیدت و محبت کا دم بھرنے اس عظیم شخصیت سے غیر شعوری عداوت کے مترادف ہے۔ عالم اسلام کی عبقری شخصیت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ کے ساتھ بھی یہی کچھ ہوا۔ عقیدت مندوں نے ان کی نعتیہ شاعری سے اپنے خطبات کو مزین کیا اور عربی و فارسی کے ذریعے کام و دہن کی تواضع کی۔

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ نے بدعتیہ لوگوں کے خلاف جو جہاد کیا اسے اس مہموند طریقے سے پیش کیا گیا کہ :

- وہ فتنیہ عظم جس سے فتنی لینے والے خود اہل علم تھے۔
- وہ مفسر و مترجم قرآن کہ جس کے ایک ایک لفظ اور جملے سے تقدیس خداوندی عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور فصاحت و بلاغت کا سمندر موجزن نظر آتا ہے۔

- وہ صائب الرائے سیاست دان، جس نے ہندو کی شاطرانہ چال کا قن تہنا مقابلہ کیا۔

- قدیم و جدید علوم کا وہ عظیم سکار جس کے علمی شاہکار آج دنیا سے علم و دانش سے خراج تحسین پار رہے ہیں اور جس نے ریاضی کے بہت بڑے استناد و اکٹر ضیاء الدین صاحب کی زندگی میں انقلاب برپا کر دیا، منظر عام پر نہ آسکا، البتہ اس عظیم المرتبت شخصیت کو ایک مکھڑ، شدت پسند اور نفسہ قہ باز مشہور کر دیا گیا۔

جس کے نتیجے میں امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ نہ صرف یہ کہ علمی حلقوں میں معروف نہ ہو سکے، برصغیر کے مسلمانوں میں انتشار و افتراق کا باعث بھی انہی کو گردانا گیا اور اصل مجرم پس پردہ پیلے گئے۔

چند سال پہلے اہل سنت و جماعت کے ارباب بصیرت تحقیق و تہجد کے بعد اس نتیجہ پر پہنچے کہ امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ کے وہ علمی کارنامے جن پر عرب و عجم کے علماء اسلام نے انہیں خراج تحسین پیش کیا، منظر عام پر لائے جائیں اور ارباب علم و دانش کو بتایا جائے کہ دین و ملت کے لیے اس ضنیفم اسلام نے کس قدر گرانا یہ خدمات انجام دی ہیں۔

الحمد للہ! امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ کے ان حقیقی عقیدت مندوں کی کوشش بار آور ہوئیں۔ فاضل بریلوی کے نام سے مختلف مجالس قائم ہو گئیں۔ آپ کی علمی خدمات پر لٹریچر چھپنے لگا۔ سیمیناروں کے ذریعے ملک و بیرون ملک کے عظیم سکالر آپ کے سنہری کارناموں کا تذکرہ کرنے لگے۔ اخبارات خصوصی ایڈیشن شائع کرنے لگے۔ آپ کی تصانیف جدید انداز سے منظر عام پر آنے لگیں اور سکولوں، کالجوں اور دینی مدارس کے طلباء کے درمیان بین الکلیاتی مذاکرات اور تحریری تقریری مقابلوں کے ذریعے امام احمد رضا بریلوی کی عظیم شخصیت سے قوم کو روشناس کرایا گیا۔ زیر نظر کتاب بھی دراصل ان دو مقالات پر مشتمل ہے جو عزیز مافیہ حافظ عمر فاروق سعیدی نے اپنے طالب علمی کے دور میں اس طرح کے انعامی مقابلوں کے لیے لکھے اور الحمد للہ تعالیٰ دونوں مرتبہ اول پوزیشن حاصل کی۔

پہلا مضمون ۱۹۸۴ء میں بزم سعید، مدرسہ عربیہ انوار العلوم ملتان کے تحت "اعلیٰ حضرت اور علوم دینیہ" کے عنوان سے منعقد ہونے والے تحریری مقابلہ میں پیش کیا اور دوسرا مضمون "اعلیٰ حضرت کی نعتیہ شاعری" کے عنوان سے

انجمن خدام رضا لاہور کے زیر اہتمام "انعامی مقابلہ کے لیے ۱۹۸۶ء میں لکھا۔ حافظ عمر فاروق سعیدی کے ان دونوں مضامین میں امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ کی علوم دینیہ سے وابستگی، مہارت اور خدمات، نیز فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کی نعتیہ شاعری کا ایک اجمالی خاکہ پیش کیا گیا ہے۔

مضمون نگار نے جس محنت اور عرق ریزی سے کتب حوالہ جات کی چھان بین کے بعد تحقیقی مضامین قلمبند کیے ہیں۔ ان سے اندازہ ہوتا ہے کہ موصوف کو اللہ کریم نے بے پناہ تحقیقی صلاحیتوں سے بہرہ ور کیا ہے اور مزید محنت سے وہ مستقبل قریب میں اہل سنت و جماعت کے قابل فخر قلم کاروں میں شامل ہو سکتے ہیں۔

ان مضامین کو پڑھتے ہوئے یہ بات پیش نظر رکھنا ضروری ہے کہ یہ ایک طالب علم کے قلمی شاہکار ہیں اور یقیناً یہ ابتدائی کوشش ہے۔ جب ابتدا کا یہ عالم ہے تو انتہا کس درجہ عمدہ ہوگی؟ اہل سنت و جماعت کے لیے یہ بات نہایت ہی حوصلہ افزا ہے کہ مدارس اہل سنت کے طلباء بے پناہ صلاحیتوں کے مالک ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ان کی حوصلہ افزائی کی جائے اور ان کی تربیت کی طرف خصوصی توجہ دے کر تدریس و تقریر کے علاوہ فن تحریر میں بھی ان کی صلاحیتوں میں بحار پیدا کیا جائے۔

اللہ تعالیٰ عزیز مافیہ حافظ عمر فاروق سعیدی اور دیگر نوجوان علماء اور طلباء اہل سنت کو دین متین کی تبلیغ و اشاعت کے سلسلے میں آگے بڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

رضا اکیڈمی لاہور جس انداز میں اسلام کی عبقری شخصیت امام احمد رضا بریلوی کا تعارف پیش کر رہی ہے، وہ تمام اہل سنت کے لیے قابل رشک اور باعث افتخار ہے و ما ہے کہ اللہ تعالیٰ اس ادارے کو دن و رات چوگنی ترقی عطا فرمائے آمین!

محمد صدیق ہزاروی
مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور

انتساب

اپنے مرکز تعلیم و تربیت، پاسیان مسلکِ ضویتی

جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

کے نام

اور

اپنے جدِ امجد اُستاد العلماء حضرت مولانا

محمد عبد اللہ

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

کی ان مبارک دعاؤں اور تمناؤں کے نام؛

جن کے طفیل میں اس قابل ہوا؛

خدا کی قسم محبت نہیں عقیدت ہے

دیارِ دل میں بڑا احترام ہے تیرا

خادمِ الطلبة حافظ عمر فاروق سعیدی

دارالعلوم اسلام بیخنیہ، عثمان آباد (چہڑھ) مانسہرہ

سوانح حیات

مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی ۱۰ شوال المکرم ۱۳۲۲ھ بمطابق ۱۴ جون ۱۹۰۴ء کو بھارت کے مشہور شہر بریلی شریف کے ممتاز علمی اور روحانی علما و اہل علم میں مولانا مفتی علی خاں بن مولانا رضا علی خاں کے ہاں پیدا ہوئے۔

آپ نسباً پٹھان، مسلکاً حنفی اور مشرباً قادری تھے۔ آپ اپنے والد ماجد کے علاوہ اپنے دور کے جلیل القدر اساتذہ سے اکتساب فیض کیا اور سند فراغت حاصل کی۔

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ العزیز کو تقریباً ۵۵ علوم و فنون پر دسترس حاصل تھی، جن میں علم قرآن، علم حدیث، اصول حدیث، فقہ حنفی، کتب فقہ دیگر مذاہب، اصول فقہ، علم تفسیر، علم العقائد، کلام، علم نحو، علم صرف، علم معانی، علم بیان، علم بدیع، علم منطق، علم مناظرہ، علم فلسفہ، علم تفسیر، علم بیہات، علم حساب، علم ہندسہ، قرأت، لغت، سیار، اسماء الرجال، تاریخ لغت، ادب وغیرہ شامل ہیں، جن کی تفصیل اس سند میں موجود ہے، جو آپ نے شیخ اسماعیل مکی کو عنایت فرمائی تھی۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو کمال درجے کا حافظہ عطا فرمایا تھا۔ آپ قرآن پاک کا ایک پارہ روزانہ حفظ کرتے اور رات کو تراویح میں سناتے۔ اس طرح ایک ماہ میں آپ مکمل حافظ قرآن ہو گئے۔

فقہ میں تو آپ مرجعِ خلافت تھے۔ آپ کے دارالافتاء میں ہندوستان، پاکستان، ایران، امریکہ، افغانستان، افریقہ، حجاز مقدس اور دیگر اسلامی ممالک سے

بکثرت سوالات آتے، جن کی تعداد ایک وقت میں کبھی چار سو کبھی پانچ سو تک پہنچتی تھی، ان کے جوابات پوری تحقیق کے ساتھ بغیر کوئی معاوضہ لیے محض رضائے الہی اور خوشنودی حبیب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے لکھتے۔

والعطا یا النبویہ فی الفتاویٰ الرضویہ ص ۱

آپ کا فتاویٰ رضویہ آپ کے کمالات علمیہ کا جتنا جاگزا منہ بولتا ثبوت ہے ندوۃ العلماء کے پچاسی سالہ جشنِ تعلیم کی مناسبت میں شیخ عبدالفتاح ابو غدہ پروفیسر مکتبۃ الشریعہ محمد بن سعود دینیو سٹی، ریاض کی نظر جب آپ کی تصانیف پر پڑی، تو انہوں نے فرمایا، مولانا احمد رضا خاں بریلوی کا مجموعہ فتاویٰ کہاں ہے جو اس وقت دیاں موجود نہیں تھا۔ مولانا یحییٰ اصغر مصباحی نے پروفیسر موصوف سے فتاویٰ رضویہ سے متعارف ہونے کے بابت پوچھا، تو انہوں نے جواباً کہا، میرے ایک دوست کہیں سفر پر جا رہے تھے۔ ان کے پاس فتاویٰ رضویہ کی ایک جلد موجود تھی۔ میں نے جلدی میں ایک عربی فتویٰ کا مطالعہ کیا۔ عبارت کی روانی اور کتابتِ سنت و اقوالِ سلف سے دلائل کا انبار دیکھ کر میں حیران و ششدر رہ گیا اور اس ایک ہی فتوے کے مطالعہ کے بعد میں نے یہ رائے قائم کر لی کہ یہ شخص کوئی بڑا عالم اور اپنے وقت کا بڑا فقیہ ہے۔ (امام احمد رضا، ارباب علم و دانش کی نظر میں ص ۱۹۲)

اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کو علم عرب و محدث کہا کرتے تھے۔ چنانچہ حافظ کتب الحرمین سید اسماعیل خلیل مکی لکھتے ہیں،

”اگر ان کے بارے میں کہا جائے کہ وہ اس صدی کے مجدد ہیں تو یہ بات سچی اور صحیح ہوگی۔“ (حسام الحرمین ص ۵۷)

امام اہل سنت اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے سیاست کے میدان میں بھی بڑا اہم کردار ادا کیا ہے۔ آپ کے سیاسی نظریات کو سمجھنے کے لیے آپ کی تصانیف

الاسرار المکرمی قرآن البقر۔ اعلام الاعلام بان ہندوستان دارالسلام۔
تذکرہ قلائد و شہادت۔ الجمعۃ المکرمۃ وغیرہ کا مطالعہ کرنا ضروری ہے۔
آپ کو اللہ کریم نے شعر و ادب میں بھی کمال عطا فرمایا تھا۔ شیخ احمد ابو الخیر میر داد مکی لکھتے ہیں،

”مولانا احمد رضا بریلوی جیسے شیخ کے وجود پر میں خدا کا شکر ادا کرتا ہوں
بے شک میں نے علم اور فصاحت میں ان جیسا نہیں دیکھا۔“
اعلیٰ حضرت قدس سرہ خود فرماتے ہیں سہ

یہی کہتی ہے کبلی باغ جنان کہ رضا کی طرح کوئی بحرِ بیاں
نہیں ہند میں واصف شاہ ہدی مجھے شوقی طبع رضا کی قسم

حضرت مولانا احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ علوم دینیہ، عقلیہ و نقلیہ شاعری اور ادب میں یدِ طولیٰ لکھتے تھے۔ بہت سارے جدید و قدیم علوم میں ان کو کمال حاصل تھا اور آپ چودھویں صدی کے ممتاز علماء میں سے تھے۔

آپ کے والد ماجد نے آپ کو روحانی منازل طے کرنے کے لیے حضرت شاہ آل رسول مارہروی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پیش کیا، تو انہوں نے فرمایا، میں سوچتا تھا کہ قیامت کے دن اللہ کریم کو کیا جواب دوں گا۔ جب مجھ سے پوچھا جائے گا کہ تو میرے لیے کیا لایا ہے؟ مگر آج میں اس فکر سے آزاد ہو گیا ہوں میں عرض کروں گا کہ احمد رضا لایا ہوں۔

۲۵ صفر المظفر ۱۳۴۰ھ / ۱۹۲۱ء کو جمعۃ المبارک کے دن زندگی کی ۶۵ بہاریں گزار کر علم و دانش اور شعر و ادب کے نیکو کام کا دل غروب ہو گیا۔ آپ نے نصف صدی سے زیادہ اسلام اور ملت اسلامیہ کی خدمت کی اور ایک ہزار سے زیادہ پمونی بڑی تصانیف یا دعا و چھوڑی ہیں، جو آپ کی مجددانہ صلاحیت اور مدبرانہ بصیرت کا منہ بولنا ثبوت ہیں۔

اعلیٰ حضرت اور علوم دینیہ

ریاض ہستی میں گلہائے رنگارنگ کھلے اور اپنی خوشبو سے کائنات عالم کو معطر کرتے رہے اور علم و فضل کے میدان میں ایسے ایسے جواہر پارے بکھیرے کہ ہمیشہ ہمیشہ علمی دنیا میں ان کی چمک دمک باقی رہے گی اور لوگ اپنے قلوب و اذہان کو ان سے منور کرتے رہیں گے۔

علوم دینیہ پر بے شمار افراد نے کام کیا، مگر اکثر گوشہ گنہامی میں رہے، کیونکہ ان بزرگان دین کا مقصد اپنی شہرت نہیں تھی، بلکہ صرف اور صرف رضائے الہی اور اطاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہی مطمح نظر تھا۔ کچھ تو ان بزرگان دین کے معتقدین و توسلین کی عدم توجہ کے سبب ان کو ہر گاہے نایاب کو تاریخ کے صفحات نے جگہ نہیں دی اور آنے والی نسلیں ان کے کارناموں سے متعارف نہ ہو سکیں، اور نا اہل افراد کو تاریخ کے صفحات کی زینت بننے کا موقع بڑی آسانی سے مل گیا۔ ان اکابرین کو ان کے عقیدت مندوں نے بہت بڑی محنت، محنت اعظم، عظیم فقیہ، عظیم المرتبت اصولی، ادیب، بے مثال اور اعلیٰ درجے کے نحوی کی حیثیت سے پیش کرنے کی بجائے صرف میلاد خواں کا ٹائٹل دیا اور اس چیز کو عوام کے سامنے پیش کرنے میں فخر محسوس کرتے رہے، حالانکہ یہ لوگ آسمان علم و فضل کے آفتاب تھے۔ اگر ان کی علمی عنایاں پاشیوں کو لوگوں تک پہنچانے کے لیے ان کے علمی کاموں پر تحقیق کی جاتی۔ ان کی نوک قلم سے نکلی ہوئی قیمتی روشنائی کا تحفظ کیا جاتا۔ ان کی زندگی کے ان گوشوں کو جو انہوں نے علمی ذخیرہ جمع کرنے میں صرف کیے، قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا اور انہیں سمجھا جاتا تو آج حالات کچھ دیگر گوں ہوتے اور بدعقیدگی بھی اتنے عروج پر نظر نہ آتی۔ کاش کہ ان امور پر ہم نے کبھی توجہ تو دی ہوتی۔ ان ہی اعظم رجال

علم و فضل و اطلاق، منبع فضل و کمال، مصدر نور و نواں، اقلیم فصاحت و بلاغت کے سرور، مرکز عشق و محبت، علم و عمل کے افق پر وہ تابندہ پابند، جسے دنیا اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے یاد کرتی ہے، ایک ہیں۔ جن کو عام لوگوں نے محض ایک مقرر شاعر، شکر و بدعت کا فتویٰ نویس ظاہر کیا اور ان کے اصلی کام جو ان کی زندگی کا مقصد تھا، اسے نہ خود سمجھ سکے اور نہ عوام کو آپ کے مقام سے روشناس کرا سکے۔ یہ بات سب ہی جانتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ ایک تاجر عالم دین، اعلیٰ درجے کے مفتی، کمال کے اصولی تھے، مگر اس چیز سے اکثریت نا بلد ہے کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے دینی علوم پر کیا کام کیا اور ان علوم کو اپنی نورانی بصیرت سے کس طرح واضح کیا۔ اب اللہ کریم کے فضل و احسان سے خواب گراں کی لذتوں سے نکل کر ہم اس طرف مائل ہو گئے ہیں کہ فاضل بریلوی قدس سرہ کے علمی کارناموں کو سامنے لایا جائے۔ بزم سعید، مآنان کے تحت مقابلہ اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔

علوم دینیہ میں تفسیر، بویا حدیث، فقہ، بویا اصول فقہ، منطق، بویا ادب عربی، تمام علوم پر اعلیٰ حضرت عظیم البرکت فاضل بریلوی قدس سرہ نے اپنی خداداد صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے کام کیا ہے۔

اس اعتبار سے یہ ایک وسیع مضمون ہے، جس کے تحت کئی ذیلی مضامین آتے ہیں۔ اگر ہر مضمون پر لکھا جائے تو اس کے لیے دفتروں کے دفتر درکار ہیں۔ آپ نے جن علوم پر کام کیا ہے، ان سب کا احاطہ کرنا اس مختصر مقالے میں مشکل ہے۔ اپنی علمی بساط کے مطابق چند علوم پر کچھ باتیں سپہ قلم کی ہیں جن میں ترجمہ قرآن، تفسیر، حدیث نبوی اور فقہ حنفی پر اعلیٰ حضرت بریلوی کی کتب حواشی اور جس انداز سے اپنے ان علوم کو دنیا نے اسلام کے سامنے پیش کیا اور دا تحسین حاصل کی۔ چند مثالوں کے ساتھ ایک جھلک ملاحظہ ہو:

ترجمہ القرآن اعلیٰ حضرت کے قلم سے

قرآن مجیم ایک ایسی آسمانی کتاب ہے، جس میں زندگی کے ہر شعبہ کے لیے رہنمائی موجود ہے اور تمام عقائد و اعمال کا منبع و مرکز یہی کلام ربانی ہے۔

ارشاد خداوندی کے مطابق یہ کتاب نازل ہوئی، اُسی طرح اب محفوظ ہے، کیونکہ فرمایا: **إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ**

یہ کتاب مقدس جس عظیم پیغمبر پر نازل ہوئی، ان کی نبوت چونکہ کسی زمانے اور مکان کی قید سے مستثنیٰ نہیں، بلکہ تمام عالموں کے لیے آپ کی نبوت ہے، لہذا جو کتاب آپ کی طرف آئی، وہ بھی انسانیت کے تمام افراد کے لیے نمونہ کمال ہے اور شخص کو اس سے رہنمائی حاصل کرنے کی ضرورت ہے۔

قرآن پاک کی زبان عربی ہے اور سب لوگ عربی سے واقف نہیں، اس لیے مختلف زبانوں میں قرآن مجید کے تراجم کیے گئے تاکہ ہر زبان کے لوگ اس چشمہ فیض سے مستفیض ہو سکیں۔ چنانچہ ہندوستان میں سب سے پہلے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فارسی میں ترجمہ کیا۔ پھر مختلف لوگوں نے مثلاً شاہ رفیع الدین شاہ عبدالقادر اور ڈپٹی نذیر احمد نے (اردو میں) تراجم کیے۔ یہ مترجمین صحیح طور پر قرآن مجید کی روح کو پیش نہ کر سکے۔ اپنے اپنے عقائد کے مطابق ترجمہ میں تصرف بھی کر دیا۔ اب کسی ایسے ترجمے کی ضرورت تھی، جو مطالب قرآن کو صحیح اور سلیس انداز میں پیش کر سکے۔ حضرت صدر الشریعہ مولانا محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ نے اس ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے اس کو پورا کرنے کے لیے جس عظیم شخصیت کو منتخب فرمایا، وہ آپ کی نگاہ انتخاب کا ہی کمال ہے۔ آپ نے اعلیٰ حضرت امام اہل سنت امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کیا اور اس عظیم کام کا سہرا آپ ہی کے سر باندھا گیا۔

ترجمہ قرآن

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ نے اردو زبان میں ایسا جواب ترجمہ فرما کر تصغیر کے مسلمانوں پر عظیم احسان کیا، جس کو اہل علم قیامت تک خراج عقیدت پیش کرتے رہیں گے، اور آپ کے لیے ابد الابد تک یہ دعا کرتے رہیں گے

آسمان تیری حمد پر شایم افشانی مجھے

بطور مثال ان چند مقامات کا ذکر کیا جاتا ہے، جن میں عاشق رسول مقبول حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ میں دوسرے تراجم سے امتیاز پایا جاتا ہے اور پتہ چلتا ہے کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا ترجمہ مناسب حال ہے، ملاحظہ ہو:

وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِي كُنْتَ عَلَيْهَا إِلَّا لِنُعَلِّمَ مَنْ يَتَّبِعُ الرَّسُولَ (الایۃ)

کا ترجمہ کرتے ہوئے مترجمین نے **لِنُعَلِّمَ** کا لغوی معنی (معلوم کریں) لیا ہے اور ہم کو معلوم ہو جائے۔ اپنی جگہ پر یہ بات درست بھی کہ یہاں عبارت کا لغوی معنی یہی بنتا ہے، مگر اس سے یہ تاثر ظاہر ہوتا ہے کہ خداوند عالم جو عالم الغیب الشہاد ہے، کو معلوم نہ ہوا اور پھر وہ ابتلاؤں آزمائش کے ذریعے سے معلوم کرے لیکن اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ترجمہ کر کے، ترجمے کا حق ادا کر دیا اور بتا دیا کہ صرف لفظی ترجمہ ہی کافی نہیں، بلکہ مفہام و منصب کا بھی لحاظ ہوتا ہے۔

ترجمہ اعلیٰ حضرت؟ آپ پہلے جس قبلہ پر تھے، ہم نے وہ اسی لیے مقرر فرمایا تھا کہ دیکھیں کون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرتا ہے اور کون اُلٹے پاؤں پھرتا ہے۔ دوسری جگہ **وَمَكُورًا وَمَكُورًا** اللہ (الایۃ) کے ترجمہ میں

اللہ عزوجل کے لیے مترجمین نے مکر اور دوا جیسے الفاظ کا استعمال کیا۔
(تَعَالَى اللَّهُ عَنْ ذَٰلِكَ عَلَوًا كَبِيرًا)

پروردگار عالم کے لیے ایسے نازیبا الفاظ کا استعمال انتہائی بے ادبی ہے۔
اب اعلیٰ حضرت قدس سرہ کو دیکھئے کہ آپ نے بارگاہ رب العزت کے ادب کو
ملحوظ رکھ کر کیا سا ترجمہ کیا۔

ترجمہ اعلیٰ حضرت: اور کافروں نے مکر کیا اور اللہ نے ان کے ہلاک کی خفیہ
تدبیر کی اور اللہ سب سے اچھی تدبیر کرنے والا ہے۔

وَوَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدَاي (الآیہ) کا ترجمہ کرتے ہوئے مترجمین نے کہا
”اور پایا تجھ کو بھٹکتا ہوا، پھر راہ سجھائی۔“ اس ترجمہ کی روشنی میں تو پتہ چلتا ہے کہ جناب
رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم بھٹکے ہوئے تھے، ہمارا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
صراطِ مستقیم کے رہنما ہیں۔ اب یہاں پر اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ
کی بصیرت نے جو کام کیا اور شانِ رسالت کے مطابق ترجمہ کر کے مفہوم کو جس حسین
پیرائے میں بیان کیا، ذرا اُسے بھی دیکھ لیں۔

ترجمہ اعلیٰ حضرت: ”اور تجھے اپنی محبت میں خود رفتہ پایا، تو اپنی طرف راہ دی“
ذَٰلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيهِ (الآیہ) کا ترجمہ کرتے ہوئے لغوی
اشراف علی تھانوی نے لکھا ہے کہ ”یہ کتاب ایسی ہے، جس میں کوئی شبہ نہیں۔“
حالانکہ بعض لوگوں نے شبہ کیا ہے۔

اس سوال کا جواب دینے کے لیے علامہ تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ نے مختصر معانی
”اور مطول“ میں طویل عبارتیں ذکر کی ہیں، لیکن امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ
نے ترجمہ ہی اس انداز میں کیا ہے کہ اس کے چند الفاظ سے ہی اعتراض رفع ہو جاتا ہے۔
ترجمہ اعلیٰ حضرت: ”وہ بلند رتبہ کتاب (قرآن کریم) کوئی شک کی جگہ نہیں۔“

سورۃ فتح کی پہلی آیہ کریمہ کے ترجمہ میں دوسرے حضرات کی ترجمانی سے معلوم
ہوتا ہے کہ نبی، بلکہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم ماضی میں بھی گناہ گار تھے اور مستقبل
میں بھی گناہ کریں گے، مگر فتح میں کس کے صدقے میں اگلے اور پچھلے تمام گناہ معاف
ہو گئے اور آئندہ بھی گناہ رسول معاف ہوتے رہیں گے، لیکن ایک عاشق رسول امام
اہل سنت، محمد دہلوی کا قلم جب اس آیہ کریمہ کا ترجمہ کرنے کے لیے حرکت میں آتا ہے
تو شانِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نکھر کر سامنے آجاتی ہے اور بلا اختیار کہنا پڑتا ہے
کہ فاضل بریلوی قدس سرہ کی زبان کو شرفِ تسنیم سے دھلی ہوئی ہے۔ آپ کا دل
عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے معمور ہے۔ آپ کا ذہن ہر وقت دربار رسالت کی طرف
لگا ہوا ہے اور آپ کا قلم مبارک جب بھی چلتا ہے تو ناموسِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
کی پاسبانی کا حق ادا کرتا ہے۔ ترجمہ اعلیٰ حضرت ملاحظہ ہو،

”بے شک ہم نے تمہارے لیے روشن فتح دی تاکہ اللہ تمہارے سبب
سے گناہ بخشے تمہارے اگلوں کے اور تمہارے پچھلوں کے۔“

تفسیر قرآن پر اعلیٰ حضرت کا کام

قرآن پاک کی تفسیر کے سلسلہ میں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے
اگرچہ کوئی مستقل تفسیر نہیں لکھی، مگر متعدد تفاسیر پر حواشی لکھے ہیں۔ اعلیٰ حضرت
جب کسی آیہ کریمہ کی تفسیر کرتے ہیں، تو یوں معلوم ہوتا ہے، جیسے اس سے پہلے صحیح انداز
میں اس کا مفہوم کوئی سمجھ ہی نہ سکا۔ اس میدان میں امام حسین بن مسعود بغوی علیہ الرحمہ
جیسے مفسر قرآن پر بھی جب امام اہل سنت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ گرفت کرتے ہیں،
تو پتہ چلتا ہے کہ جوابات اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے ذہن میں ہے، امام حسین بن مسعود
بغوی اس کی تہہ تک نہیں پہنچ سکے۔

اختصار کے پیش نظر صرف چند آیات کریمہ کی تفسیر کا ذکر کیا جاتا ہے، جن میں امام احمد رضا بریلوی نے امام حسین بن مسعود بغوی کی تفسیر "معالم التنزیل" پر بحث کی ہے۔

فَأَنسَلْهُ الشَّيْطَانُ ذِكْرَ سَبِّهِ (الآیہ) کی تفسیر میں امام بغوی نے دو قول نقل کئے ہیں، جن میں ایک قول کی نسبت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی طرف کی گئی ہے، جس کا مفہوم یہ ہے کہ شیطان نے حضرت یوسف علیہ السلام سے ان کے ذکر کو بھلا دیا، حتیٰ کہ آپ اس کے غیر سے خوشی کے طالب ہوئے اور یہی اکثر کا قول ہے۔ امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ اس قول کو ارشاد خداوندی مستصدام قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ صلحاء کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد موجود ہے کہ "لے شیطان! میرے خاص بندوں پر تو مسلط نہیں ہو سکتا" تو اگر انبیاء کرام علیہم السلام پر شیطان کا تسلط تسلیم کیا جائے کہ انہیں اُس نے اپنے مالک اور رب کے ذکر سے غافل کر دیا، تو پھر عام نیکیو کار کس زمرے میں جاتیں گے۔ اس تاویل کے مطابق اکثر (جن کا قول نقل کیا گیا ہے) کے نزدیک حضرت یوسف علیہ السلام پر شیطان کا تسلط آسان ہوا۔ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ۔

دوسری جگہ حتیٰ إِذَا سْتَيْسَسَ الرَّسُلُ وَطَنُوا أَنَّهُمْ قَدْ كُذِّبُوا (الآیہ) کی تفسیر کرتے ہوئے امام بغوی نے چند اقوال ذکر کیے ہیں، ایک حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی طرف منسوب ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ انبیاء کرام سے اللہ تعالیٰ نے جو وعدہ کیا تھا، وہ پورا نہیں کیا گیا، اس لیے ان کے دل کمزور ہو گئے اور وہ مایوس ہو گئے اور یہ تقاضائے بشریت ہے۔

امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ روایت غلط ہے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما پر جھوٹ باندھا گیا ہے، کیونکہ انبیاء کرام کی وعدہ خداوندی

مایوسی اور کمزوری محال ہے اور ان سے اُن کے رب نے جو وعدہ کیا وہ پورا ہے، لہذا یہ بات محال اور کھلی گمراہی ہے۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے سگے بھائی بنیامین کو اپنے پاس رکھنے کے لیے جیلہ کیا کہ غلہ ٹاپنے والا پیمانہ اُن کے غلہ میں رکھ دیا، پھر آواز دی: قَاتِلُوا ذَاكَ جَادًا! تم نے چوری کی ہے۔ قرآن مجید اس کو اِنَّكُمْ كَسَاوُا قَوْلَیْہِ سے تعبیر کرتا ہے۔ چنانچہ یہ قول صحیح نہیں تھا، کیونکہ انہوں نے چوری نہیں کی تھی۔ اب سوال یہ ہے کہ ان الفاظ کا قاتل کون تھا؟

امام بغوی فرماتے ہیں: بعض کے نزدیک یہ بات حضرت یوسف علیہ السلام کے کارندوں نے آپ کے حکم کے بغیر کہی اور بعض کا قول ہے کہ خود یوسف علیہ السلام نے حکم دیا اور یہ آپ کی لغزش تھی۔

امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس قول کا قاتل جھوٹا ہے، کیونکہ اُس نے حضرت سیدنا یوسف علیہ السلام کی طرف جھوٹ کی نسبت کی ہے پھر امام بغوی کے بارے میں تعجب کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ انہوں نے بلا تردید قول نقل کیا۔ حالانکہ اس قسم کا قول محض رد کے لیے نقل کرنا چاہیے۔ انبیاء کرام علیہم السلام پر ایسی جرات تعجب خیز ہے۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر قرآن کے سلسلہ میں جو کام کیا ہے، اُس کی ایک جھلک ان چند مثالوں کے ذریعے پیش کی گئی ہے، ورنہ متعدد حواشی اور رسائل ہیں جو تفسیر قرآن کے سلسلہ میں اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے قلم معجز رقم سے نکلے ہیں۔ کچھ تو زیور طباعت سے آراستہ ہو چکے ہیں اور کچھ منتظر اشاعت ہیں۔ مثلاً:

۱۔ الزلال الانقی من بحر سقۃ الاتقی

- ۲۔ نائل الراح فی فرق الريح والرياح
- ۳۔ الصمصام علی مشکک فی آئینہ علوم الارحام
- ۴۔ النفحة الفاتحة فی مشک سورة الفاتحة
- ۵۔ حاشیہ تفسیر بیضاوی شریف
- ۶۔ حاشیہ عنایت القاضی
- ۷۔ حاشیہ معالم التنزیل
- ۸۔ حاشیہ الاتقان فی علوم القرآن
- ۹۔ حاشیہ الدر المنثور
- ۱۰۔ حاشیہ تفسیر خازن

فن حدیث اور اعلیٰ حضرت

علم حدیث میں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرید روزگار تھے۔ آپ امیر المؤمنین فی فن الحدیث کے مصداق ہیں۔ علم حدیث ایک ایسا فن ہے کہ کتاب الہی کے بعد تجدید احيائے دین کے لیے حدیث و سنت مطہرہ پر تمام و کمال عبور از بس نہوری ہے، ورنہ کار دعوت مشکل و دشوار ہو جاتا ہے۔ عاشق رسول فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ ایک ایسے عالم دین ہیں، جنہوں نے اپنے علم و عمل اور عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے اسلام کی وہ خدمت کی ہے جس کی مثال ماضی قریب میں ڈھونڈنے سے بمشکل ملے۔ سنت و بدعت میں امتیاز کرنا، سنت پر عمل پیرا ہونا اور دوسروں کو عمل کی تلقین کرنا اور بدعات کا خاتمہ کرنا، آپ ہی کا حصہ ہے۔

حضرت مولانا سراج الفقہار رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: احمد پور کے ایک

فقہ مولوی نظام الدین سے میری گفتگو ہوئی۔ یہ مولانا تفقہ میں اپنے ہم عصر علماء میں سے ممتاز تھے اور کسی کو اپنا ہمسرہ تصور نہیں کرتے تھے۔ عقیدہ کے طور پر غیر مقلد تھے۔ "فتاویٰ رشیدیہ" کے اس فتویٰ پر گفتگو ہوئی کہ حدیث صحیح کے مقابل قول فقہاء پر عمل نہ کرنا چاہیے۔

اعلیٰ حضرت بریلوی کے رسالہ "الفضل الموبہی فی معنی اذ صح الحدیث" نمونہ مذہبی کے ابتدائی اوراق منازل حدیث کے انہیں سنائے، تو کہنے لگے کہ سب منازل فہم حدیث مولانا کو حاصل تھے، افسوس کہ میں ان کے زمانہ میں نہ کر ان سے بے خبر و بے فیض رہا۔

اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے کتب احادیث پر متعدد حواشی لکھے ہیں، جن میں اکثریت غیر مطبوعات کی ہے۔ وہ حواشی درج ذیل ہیں۔ ان کی طویل فہرست خود بتاتی ہے کہ اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ نے فن حدیث پر کتنا کام کیا ہے۔

حاشیہ صحیح بخاری شریف عربی	حاشیہ صحیح مسلم شریف عربی
حاشیہ صحیح ترمذی شریف عربی	حاشیہ صحیح نسائی شریف عربی
حاشیہ ابن ماجہ شریف عربی	حاشیہ مسند امام اعظم عربی
حاشیہ تفسیر شرح جامع صغیر عربی	حاشیہ تقریب عربی
حاشیہ تقریب عربی	حاشیہ کتاب الآثار عربی
حاشیہ مسند امام احمد بن حنبل عربی	حاشیہ سنن دارمی شریف عربی
حاشیہ خصائص کبریٰ عربی	حاشیہ کنز العمال عربی
حاشیہ ترغیب و ترہیب عربی	حاشیہ کتاب الامارۃ الصفا عربی
حاشیہ القول البدیع عربی	حاشیہ نیل الاوطار عربی

حاشیہ المقاصد الحسنہ — عربی
 حاشیہ موضوعات کبیر — عربی
 حاشیہ تذکرۃ الحفاظ — عربی
 حاشیہ فتح الباری — عربی
 حاشیہ نصب الراية — عربی
 حاشیہ جمع الوسائل فی شرح الشائل — عربی
 ارشاد الساری پر اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے حاشیہ سے صرف تین مقام بطور
 تمثیل پیش کیے جاتے ہیں، ملاحظہ ہوں،

۱۔ قال فی الکفایۃ قوله ۱

قد قامت الصلوة فيقول اقامها الله وادامها — شارح بخاک
 نے یہ بات (حدیث) شارح ہونے کی حیثیت سے بحوالہ ذکر نہیں کی تھی۔
 امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ بات جو شارح نے ذکر کی،
 اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قد قامت الصلوة کے سماع پر اقامہا اللہ و
 ادامہا کہنا چاہیے۔ لیکن حوالہ نہیں دیا، جس سے یہ بات یقین کے درجہ کو نہیں پہنچتی
 میں کہتا ہوں (اعلیٰ حضرت) یہ حدیث ابوداؤد شریف میں بھی موجود ہے۔

اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ صحاح پر آپ کو دسترس کس قدر حاصل ہے۔
 اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے صرف حوالہ پر اکتفا نہیں فرمایا، بلکہ سند اور روایات نیز
 اصول حدیث کو سامنے رکھتے ہوئے فرمایا، حدیث مرفوعہ رواۃ ابوداؤد۔
 ۲۔ اسی طرح صاحب ارشاد الساری نے فرمایا کہ جماعت کی فضیلت الی ماویہ شہداء
 مسجد میں جماعت کے ساتھ مختص ہیں، کما قال ان الفضل الوارد في
 احادیث الباب مقصود علی من جمع فی المسجد۔

لیکن امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی ذکاوت اور احادیث مبارکہ میں

فہم نظری کا اندازہ لگائیں کہ احادیث مبارکہ کا محل کیسے بیان فرماتے ہیں۔
 اعلیٰ حضرت نے فرمایا، اقول فیہ ان جماعۃ المسجد افضل
 جہاں تک ستائیس گنا کا تعلق ہے، وہ جماعت کے ساتھ مختص ہے، چاہے گھر میں ہو یا
 وہاں بلند ہیں۔ سبحان اللہ! عاشق رسول نے کیسی پتے کی بات کی ہے۔
 ۳۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے خوشبو لگانے کے بارے میں جو حدیث
 مذکور ہے۔ شارح نے فرمایا، هذا الحديث أخرجه النسائي في اللباس۔
 کہ یہ حدیث امام نسائی نے باب اللباس میں وارد کی ہے۔

اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی غایت نظری کو ذرا ملاحظہ فرمائیں۔ فرماتے ہیں۔
 حدیث کی تحقیق درست نہیں۔ یہ روایت بالمعنی ہے اور امام نسائی نے اس حدیث کو
 باب حج میں ذکر کیا ہے، بلکہ مزید فرمایا: یہ مسلم شریف میں بھی موجود ہے۔
 اندازہ کیجئے کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ کو حدیث پاک اور خصوصاً
 صحاح ستہ پر کس قدر عبور حاصل تھا۔ اسی طرح بے شمار کتب احادیث پر آپ کو سند و تنقید
 عبور حاصل تھا۔ اس مقالہ کو طوالت سے بچانے کے لیے اسی پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

اعلیٰ حضرت اور فقہ

اسلام تمام علوم کی آبیاری کرتا ہے، لیکن جن علوم کا تعلق انسان کے اعمال
 سے ہے۔ ان کی ترقی میں اسلام ہمیشہ پیش پیش رہا ہے۔ انسان فی زندگی کے ہر افسانے
 بڑھتی زندگی کے نوپید مسائل، اسلامی زندگی کے لیے راہوں کا تعلق وغیرہ تمام مسائل
 کا حل اسلامی علوم میں فقہ پیش کرتی ہے۔

فقہ میں قاضی، مفتی اور فقیہ کا جو مقام و درجہ ہے۔ بعینہ آج کے دور میں
 جسٹس اور چیف جسٹس کا ہوتا ہے۔ صرف الفاظ کا تفاوت ہے۔ ورنہ معنوی طور پر

کوئی فرق نہیں، مگر جسٹس اور چیف جسٹس کا لفظ سنتے ہی ہمارے ذہنوں میں ایک پُر وقار تصور اُبھرنا ہے جو قاضی، مفتی اور فقیہ کے الفاظ سے نہیں آتا۔ یہ انگریزوں کی کرم نوازی ہے کہ انہوں نے ان ناموں کو جو اسلام نے ہمیں دیئے تھے، ہمارے درمیان سے ختم کیا اور ان کی عظمت سے ہمیں ناواقف کرنے کی کوشش میں بھی وہ کامیاب ہو گئے۔

ایک فقیہ کے لیے متعدد علوم پر مہارتِ کاملہ، اصابتِ رائے، فکر کی آزادی و وسیع النظری، فکری گہرائی، اختصار، استدلال، جدید و قدیم مسائل کا ادراک اور بلند اخلاق ہونا نہایت ضروری ہے۔ ان تمام شرائط کی روشنی میں جب ہم مرکز عشق و محبت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھتے ہیں، تو وہ ایسے بلند پایہ فقیہ اور مفتی نظر آتے ہیں، جن کو علوم و فنون کی کمال درجہ کی مہارت، تفکر، تدبیر، اصابتِ رائے اور بلند اخلاق ایسی صفات آپ میں پوری آب و تاب سے جھلک رہی ہیں۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے فقہی مقام کو اپنے توائپے اختیار بھی تسلیم کرتے ہیں اور ہر مسئلہ میں آپ کے آگے سر تسلیم خم کرتے نظر آتے ہیں۔

وہ عظیم فقہاء جنہوں نے فقہ پر کام کیا اور پوری دُنیا نے ان کو بحیثیت مجتہد جانا اور مانا (امام اعظم ابوحنیفہ، امام ابو یوسف، امام محمد امام ذہبی رحمہم اللہ تعالیٰ) اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی ذات میں ان کے پرتو کا عکس جمیل نظر آتا ہے۔ اسی چیز کو دیکھ کر ترجمان حقیقت حضرت ڈاکٹر محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں کہا کہ مولانا احمد رضا خاں کی طبیعت میں ذرا سختی نہ ہوتی، تو آپ اپنے وقت کے امام ابوحنیفہ ہوتے۔

فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے زندگی کے ہر مسئلہ کا حل اپنی فقیہانہ بصیرت سے

پیش کیا مشکل سے مشکل مسائل کو اپنے آسان ترین انداز میں واضح فرمایا۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے جن عبارات پر فتویٰ کفر دیا۔ مخالفین نے بھی اسے تسلیم کیا کہ اگر فتویٰ نہ دیتے، تو ایک ایسی مثال بن جاتی، جو سلف صالحین سے صراحتاً مخالف تھی۔ اعلیٰ حضرت کا بارہ جلدوں میں فتاویٰ رضویہ علمی تحقیقات کا تحفہ ہے اور فقہ اسلامی پر آپ کا بہت بڑا کارنامہ ہے جو آپ کے مجتہدانہ کمال کا منہ بولتا ثبوت ہے، جس کی ہر جلد بیزاروں صفحات پر پھیلی ہوئی ہے۔ آپ کی فقیہانہ بصیرت کے پیش نظر آپ کے شاگردوں میں ایسے ایسے باکمال لوگ پیدا ہوئے، جنہوں نے بہار شریعت جیسی مستند کتابیں لکھیں۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی فقہی تحقیقات کی چند مثالیں ملاحظہ ہوں، جن سے روز روشن کی طرح واضح ہوتا ہے کہ آپ نے میدانِ فقہ میں اپنی صلاحیتوں کا لوہا منوایا۔ وضو میں پانی خرچ کرنے کے بارے میں فقہاء کرام کے درمیان اختلاف ہے اس مسئلہ میں چار قول ہیں ایک قول امام طحاوی کا ہے کہ بلا سبب پانی خرچ کرنے کو حرام قرار دیتے ہیں۔

دوسرا قول، صاحب بحر الرائق کا ہے، وہ بلا سبب پانی صرف کرنے کو مکروہ تنزیہی قرار دیتے ہیں۔

تیسرا قول، صاحب فتح القدیر کا ہے، وہ خلافِ اولیٰ قرار دیتے ہیں۔ چونکہ قول، محقق علانی کا ہے، انہوں نے اسے درمختار میں مکروہ تحریمی قرار دیا ہے۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے تحقیق تجسس کی انتہا کو پہنچ کر ان چاروں کے جدا جدا محمل بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ وضو میں سنت سمجھ کر بلا ضرورت پانی استعمال کرنا حرام ہے سنت کا اعتقاد نہ ہو اور بلا ضرورت اس طرح خرچ ہو کہ پانی ضائع ہو تو مکروہ تحریمی ہے۔ سنت کا عقیدہ بھی نہ ہو

اور ضائع کرنے کا ارادہ بھی نہ ہو تو مکروہ تنزیہی ہے۔ نہ اعتقاد سنت ہو، نہ اضاعت ہو نہ بلا ضرورت خرچ کرنے کی عادت بلکہ نادرا بلا ضرورت پانی خرچ کرے، یہ خلاف اولیٰ ہے، اس کے بعد مزید فرمایا اگر ان چاروں جو کے علاوہ کسی عرض صحیح سے وضو میں تین تین مرتبہ سے زیادہ پانی خرچ کیا تو وہ بلا شبہ جائز اور صحیح ہے، اس کی چار صورتیں ہیں،

۱۔ بدن سے گندگی کا ازالہ اور تنظیف کی خاطر تین مرتبہ سے زیادہ دھویا جائے۔
۲۔ شدت گرمی سے پچنے کے لیے ٹھنڈک حاصل کرنے کی غرض سے تشیث میں زیادتی کی جائے۔

۳۔ دو یا تین بار میں شک پڑ جائے، تو ازا کہ شک کی خاطر مقدار اقل کی بنا پر ایک بار اور دھو لے۔

۴۔ وضو نو علیٰ النور کے مقصد سے تین مرتبہ سے زیادہ دھوئے۔

(فتاویٰ رضویہ جلد ۱ ص ۱۶۶ تا ۱۷۱)

ایک دفعہ مولوی اشرف علی تھانوی سے کسی نے فتویٰ پوچھا کہ اذان میں نام اقدس پر انگوٹھے چومنا جائز ہے، تو کیا اقامت میں بھی نام اقدس پر انگوٹھے چومنا جائز ہے یا نہیں؟ تو مولوی اشرف علی تھانوی نے کہا، اقامت تو بجائے خود اذان میں بھی انگوٹھے چومنا جائز نہیں۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا تعاقب کیا اور اس کے جواب کو تیس سال سے زیادہ وجوہ سے رد کیا۔ (فتاویٰ رضویہ جلد ۲ ص ۴۸۳)

سند قوں نے گائے کی قربانی کو حرام قرار دیا، تو اس سلسلہ میں علماء سے فتویٰ مانگا گیا کہ عید قربان کے موقع پر گائے کی قربانی فساد کا سبب ہے اور امن میں خلل واقع ہوتا ہے۔ نام نہاد مفتیوں نے فتویٰ دیا کہ حکومت وقت کو اختیار ہے کہ ہر اس چیز کو

ختم کر دے، جس سے فساد برپا ہوتا ہو۔ جب یہی فتنہ دو بارہ اٹھا، تو اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے "النفس الفکر فی قربان البقر" کے نام سے ایک سالہ لکھ کر شائع کرایا، جس سے مخالفین کو بھی گروہیں جھکنا پڑیں۔ آخر میں حضرت سراج الفقہار مولانا سراج احمد غانپوری رحمۃ اللہ علیہ کا ایک واقعہ جو اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے تاجر علمی پر روشن مثال ہے، یہاں درج کر کے اس بحث کو اختتام تک پہنچایا جاتا ہے۔

مولانا فرماتے ہیں کہ زبانہ طالب علمی میں یہ بات ہمارے ذہنوں میں بٹھا دی گئی تھی کہ مولوی احمد رضا خاں بریلوی کی کتابیں پڑھنا ناجائز ہیں اور ان کی تصنیفات کو تحقیق سے کوئی علاقہ نہیں۔ لوگوں سے ان کی تاجر علمی کی باتیں سن رکھی تھیں، جن کو عام حلقے میں مریدین و معتقدین کے غلو سے تعبیر کیا جاتا تھا۔ حسن اتفاق سے رسالہ "میراث" کی تالیف کے وقت ایک مسئلہ میں انھیں پیدا ہو گئی۔ علماء دہلی۔ دیوبند اور سہارنپور کو لکھا، مگر شافی جواب نہ ملا۔ ناچار مولوی احمد رضا خاں بریلوی کو بھی لکھا۔ انہوں نے بڑا مدلل اور مشرح جواب عنایت فرمایا، جس سے پوری تشفی ہو گئی اور شکوک و شبہات رفع ہو گئے۔ اس جواب کو دیکھنے کے بعد مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ العزیز کے متعلق میر انداز فکر یکسر بدل گیا اور ان کے متعلق ذہن میں جماتے ہوئے تمام تار و پود بکھر گئے۔ ان کے رسائل اور دیگر تصنیفات منکوا کر پڑھیں، تو مجھے یوں محسوس ہوا کہ میرے ذہن سے تمام غلط خیالات کے حجابات اٹھ گئے ہیں۔

امام احمد رضا کی شاعری

ملک سخن کی شاہی، تم کو رضا مسلم
جس سمت آگئے ہو سکتے بٹھا دیئے ہیں

جمن حیات میں بے شمار جذبات انگڑائیاں لیتے اور زمانے کے احوال کے مطابق مختلف سانچوں میں ڈھلتے ہیں۔ خلعت شعر پہننے کے بعد اُن کے مَن میں مزید اضافہ ہو جاتا ہے۔ شعراء اپنے جذبات کو اپنے اپنے انداز میں شاعری کے قالب میں اتارتے رہے، لیکن کچھ خوش بخت انسان ایسے بھی ہیں، جن کی صلاحیتیں محبوبانِ مجازی کی تعریف میں رطب اللسان ہو کر ضائع نہیں ہوتیں، بلکہ انہوں نے اپنے زورِ بیان اور اپنے علمی و ادبی کمالات کا مرکز و محور محبوبِ کبریا امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو بنایا۔ جب بھی اُن کی زبان اور نوکِ قلم سے اُن کی فکر ہی کا دشوں کا اظہار ہوا، تو وہ ہمیشہ دولتِ مرآتِ حبیبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی جہتِ ساقی کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ اسی صنفِ شاعری کو ادب میں نعت سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

نعت کی تعریف

نعت نعت میں مطلقاً تعریف کو کہتے ہیں اور اصطلاح میں سرورِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصافِ حمیدہ، اخلاقِ حسنہ اور حسنِ جمال کے بیان کو نعت کہا جاتا ہے۔ نعت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ عزوجل نے خود بیان فرمایا، قرآن مجید کل کا کل نعت سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ بطورِ تمثیل قرآن مجید کی ایک آیت کریمہ ملاحظہ ہو، جس میں ربِّ کائنات نے اپنے حبیبِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تقریباً سات

نعتیں بیان فرمائی ہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے، اِنَّا اَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا اِلَى اللّٰهِ بِاٰذِنِهِ وَسِرَاجًا مُّبِينًا اس آیت میں رسول، نبی، شاہد، مبشر، نذیر، داعی الی اللہ، ماذون من اللہ اور سراجِ منیر۔ یہ سات نعتیں بیان کی گئی ہیں۔ یہ تو مخفی قرآن کریم کی ایک آیت میں نعتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی مثال ۱۰ اب آئیے ذخیرۂ احادیث کی طرف۔

امام ترمذی نے روایت بیان کی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اَنَا الْبَتَّى لَا كَذِبَ - اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلَبِ (شمائل ترمذی ص ۵۸۶)

شاعری میں صنفِ نعت کا آغاز

شاعری میں نعت کا آغاز آج سے چودہ سو سال قبل اُس وقت ہوا جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عمِ محترم حضرت ابوطالب نے اپنے عالی مرتبت بھتیجے کی شانِ اقدس میں محبت سے سرشارِ تعنّیہ اشعار کہے۔ آپ کا ایک شعر یہ ہے

فَشَقَّ لَهٗ مِنَ اِسْمِهِ لِيَجْلَهٗ فِذْ وَالْعَرْشِ حَمْدُ وَهَذَا مُحَمَّدٌ
پھر حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے دامنِ محبت نے نعت کی بہتوں کو سمیٹا۔ آپ دربارِ رسالت کے شمارِ خوانِ نعت۔ آپ سے حصولِ دعا کی سعادت بھی حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے حصّہ میں آئی کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ ارشاد فرمائی ہیں،

نبی مکرم سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو منبرِ شریف پر بٹھاتے اور حضور کی نعت بیان کرتے۔ حضور حسان رضی اللہ عنہ کے یارِ عارفانے اے اللہ! روح القدس (جبرائیل امین) کے ذریعہ اس کی مدد فرما (شمائل ترمذی ص ۵۸۶) ایک اور روایت میں ہے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی چادر مبارک

حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے لیے سمجھاتے۔ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ
پیچھے حسن و جمال کے کمالات کو بڑی لطافت سے بیان فرماتے۔ ملاحظہ ہو:
وَ أَحْسَنُ مِنْكَ كَمْ تَوْقَطُ عَيْنِي وَ أَجْمَلُ مِنْكَ كَمْ تَلِدُ النِّسَاءُ
خَلَقْتَ مُبْرَرًا مِنْ كُلِّ عَيْبٍ كَأَنَّكَ قَدْ خَلَقْتَ كَمَا كُنْتَ
اسی سے ملتی جلتی نعت حضرت جبریل امین نے بارگاہ رسالت علیہ الصلوٰۃ والسلام
میں کہی۔ جس کا کسی فارسی شاعر نے یوں ترجمہ کیا ہے

آفاق ہا مگر دیدہ ام مہر بتاں درزیدہ ام
بسیار خوباں دیدہ ام لیکن تو چہیزے دیکھی
عربی زبان میں نعت کا ایک بہت بڑا غزانہ ملتا ہے۔ صحابہ کرام اور بعد
میں صلحاء اہل امت نے اپنی طاقت اور بساط کے مطابق بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم
میں نذرانہ عقیدت پیش کیا۔

سرکار رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم جب ہجرت کر کے مدینہ منورہ کو قدم بوسی
اور مسکن رسول ہونے کا اعزاز عطا فرمانے تشریف لائے تو انصار کی بچیوں نے
آپ کے استقبال میں پرجوش انداز سے یہ اشعار پیش کیے۔
طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا مِنْ ثَنِيَّاتِ الْوَدَاعِ
وَجَبَّ الشُّكْرُ عَلَيْنَا مَا دَعَى لِلَّهِ نَدَاعِ
حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت شریف بیان کرنے والے حضرات میں
حضرت کعب بن ظہیر رضی اللہ عنہ کا نام بھی قابل ذکر ہے۔ آپ کا مشہور زمانہ قصیدہ
(بانت سعاد) حدیث شریف کا حامل ہے۔

فارسی میں نعت

دورِ فاروقی میں جب ایران کے آتش کدے بجھ گئے اور علم اسلام سرزمین

ایران پر لہانے لگا، تو فارسی زبان نے نعتِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے حصّہ وافر حاصل
کیا۔ بلکہ اگر یوں کہا جائے تو مبالغہ نہ ہوگا کہ یہ زمیں گلستانِ نعت بن گئی۔ اس ذخیرہ
خطّہ نے بڑے بڑے نعت گو شعراء کو جنم دیا، لیکن اس دور کی ایک بہت بڑی نعت
یہ تھی کہ صنفِ قصیدہ عام ہو چکی تھی۔ سلاطین وقت کے سامنے شعراء مدحیہ
قصائد پیش کر کے انعام و اکرام حاصل کیا کرتے تھے۔ اس زمانہ کے شعراء میں سے
خال خال ہی کوئی ایسا نظر آئے گا، جو اس مصیبت سے بچا ہو۔ لیکن ایسے بندگانِ خدا
بھی ملتے ہیں، جنہوں نے نعت کا دامن نہیں چھوڑا۔

فارسی کے نعت گو شعراء میں حضرت خواجہ فرید الدین عطار، حضرت مولانا مولوی
جلال الدین رومی، مولانا نظام گنجوی، حضرت مولانا جامی اور حضرت سعدی شیرازی
علیہم الرحمۃ والرضوان کے نام خصوصیت سے مذکور ہیں۔
حکیم نازقی اس زمانے کے شعراء میں سے وہ عظیم شخص ہیں جنہوں نے قصیدہ
کو نعت کا رنگ دے دیا۔

میدانِ نعت میں حضرت سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا لوہا منوالیا حضرت
سعدی علیہ الرحمہ نے شہنشاہِ حسینان کا تذکرہ بہت ہی عمدہ اور لطیف اسلوب
نگارش میں کیا۔ یہ شعر سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کے ادبی کمالات کا منہ بولتا
ثبوت ہیں۔ فرماتے ہیں۔

بَلَغَ الْعُلَى بِكَمَالِهِ كَشَفَ الدُّجَى بِجَمَالِهِ
حَسَنَتْ جَمِيعُ خِصَالِهِ صَلُّوا عَلَيْهِ وَآلِهِ

پاک ہند کی نعتیہ شاعری

اب آئیے سرزمینِ ہند کی نعتیہ شاعری کی طرف۔ دیارِ ہند میں جن شعراء نے

عربی۔ فارسی۔ اردو اور ہندی میں اللہ کے محبوب کا سراپا بیان کیا ہے۔ ان پر اگر تفصیل سے گفتگو کی جائے، تو بات طوالت کی شکل اختیار کر لے گی۔ ایجاز و اختصار اور جامعیت کو پیش نظر رکھتے ہوئے ہم یہاں صرف ان معزز و کرم شعراء کے نام ہی ذکر کرتے ہیں۔

حضرت خواجہ عزیز نواز معین الدین چشتی اجمیری، حضرت امیر خسرو، حسن دہلوی، محسن کاکوروی، عرفی شیرازی، داغ دہلوی، مرزا غالب، حضرت مولائی، تذکرہ نیشاپوری، مومن خاں مومن، سودا، شیفتہ، حضرت نسیم وارثی، علامہ محمد اقبال، حضرت شاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی، حضرت شبیری، اور حضرت مولانا حسن رضا خاں بریلوی رحمہم المولائی تلالی کے اسما گرامی افق نعت پر درخشندہ ستاروں کی مانند چمکتے ہیں۔ ان میں کچھ نے جزوی طور پر اور کچھ نے مستقل طور پر نعت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم بیان کی، ان میں بعض بزرگ بستیاں ہیں جنہوں نے نعت فقط نعت کہی، کسی کی سروری اور شہنشاہی کی جلالت ان کے ایوان شوق کو مرعوب نہ کر سکی۔

کسی مجازی حسین کے حسن میں بے تاب، گیسو کی اسیری، بھر کے مصائب، وصل کی لذتیں اور عتاب و عقاب، ان کے بحر شعر کی تلاطم خیز موجوں کا رخ اپنی طرف متوجہ نہ کر سکے، بلکہ ان کا قبضہ خیال اور مرکز تفکر عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی رہا۔ ان کے قصر ادب کے فلک بوس مینارے اگر کہیں جھکے، تو صرف اور صرف گنبد خضراء کی مشک بار فضاد کی طرف۔

محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی اپنا قبلہ مانا اور جانا۔ اوج ثریا سے ٹکڑھانے والے ادبی شاہ سپا سے کہنے کے باوجود یہی تصور رکھا کہ ہم نے جو کہا ہے، پائے مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے لمس کرنے والی خاک کی عظمت و رفعت کے بیان کی جڑ بھی اس سے

کہیں بلند و بالا ہیں۔ غالب نے اپنے بے بسی کا اعتراف کرتے ہوئے برملا کہا ہے

غالب شنائے خواجہ بہزاد گدا شلیم
کاں ذات پاک مرتبہ دان محمد است
ایک اور صاحبِ دل نے تڑپ کر نام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کا اس طرح اظہار کیا

ہزار بار بشویم دہن ز مشک و گل لب
ہنوز نام تو گفتن کمال ہے ادبی است

تاریخ نویسوں کی ستم ظریفی کا کیا کہنا امام اہل سنت اور معاصر بزرگوں نے اردو ادب میں ایک کثیر مقدار میں ذخیرہ چھوڑا، مگر تاریخ ادب میں ان کا نام بھی مشکل کہیں ملتا ہے اس لیے کہ انہوں نے نعت محبوب کبریا علیہ التحیۃ والثناء کے لیے اپنی علمی ادبی خدمات وقف کر دیں۔ جناب شمس بریلوی رقم طراز ہیں،

”خواجہ تاریخ ادب میں ان بزرگوں کے نام مذکور نہ ہوں، لیکن عاشقانِ رسول کی قبر میں سرفہرست قیامت تک ضرور رہیں گے۔ تاریخ ادب کی چشم پوشی بے وجہ نہیں ہے کہ ان حضرات کی شاعری دوسرے شعراء کی طرح ذریعہ عزت و منتہائے کمال یا سرائیہ فضل و مرتبت نہیں تھی، بلکہ ان برگزیدہ ہستیوں کے پاک دلوں میں جب محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا جوش فراوان ضبط کی حدوں کو توڑ ڈالتا ہے، تو ان کے دل کے راز شعر کا لباس پہن کر جلوہ گر ہو جاتے۔“ (ذوقِ نعت ص ۷)

اعلیٰ حضرت اور نعت

امام اہل سنت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ عربی، فارسی، اردو اور ہندی شاعری میں مسندِ امامت پر رونق افروز ہیں۔ اعلیٰ حضرت نے نعت گوئی میں مقام ادب کو ملحوظ رکھا ہے، کیونکہ عام شاعری اور نعتیہ شاعری میں بڑا فرق ہے۔ یہ

ایسا مشکل اور پیچیدہ راستہ ہے کہ اگر حد اعتدال سے بڑھ جائے، تو شرک کا احتمال ہوتا ہے اور اگر پیچھے ہٹے، تو تنقیص رسالت کا مرتکب ٹھہرتا ہے۔ دونوں باتیں آدمی کو جہنم کی طرف لے جاتی ہیں۔ بہت سے شعراء کرام نعت گوئی میں مٹھو کر کھا گئے، لیکن فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کا کلام میزان شریعت پر تلا سوا ہے، اس لیے کہ فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بقول خود قرآن سے نعت گوئی سیکھی ہے۔ فرماتے ہیں:

قرآن سے میں نے نعت گوئی سیکھی یعنی رہے احکام شریعت ملحوظ فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حقیقتاً نعت شریف لکھنا نہایت مشکل ہے جس کو لوگ نہایت آسان سمجھتے ہیں۔ اس میں تلوار کی دھار پر چلنا ہے۔ اگر بڑھنا ہے، تو الوہیت تک پہنچنا ہے۔ اگر کمی کرتا ہے تو تنقیص کرتا ہے۔ البتہ حمد آسان ہے کہ اس میں راستہ صاف ہے، جتنا چاہے بڑھا سکتا ہے۔ عرض حمد میں ایک جانب اصلاً حد نہیں اور نعت میں دونوں جانب حد بندی ہے (مفہومات علی حضرت ص ۱۳) حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فن نعت گوئی میں حضرت حسان رضی اللہ عنہ کی پیروی کی ہے۔ فرماتے ہیں:

راہبر کی راہ نعت میں گرجا جت ہو نقیض قدم حضرت حسان بس ہے حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے مذکورہ بالا فرمودات کی روشنی میں یہ بات واضح ہوتی ہے کہ آپ نے شعر میں کسی سے اصلاح نہیں لی اور اس میدان میں آپ کا کوئی استاذ نہیں۔ استاذ تو شاعروں کے ہوتے ہیں، عاشقوں کے نہیں۔ فاضل بریلوی علیہ الرحمہ نے جو کچھ کیا، وہ عشق رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے کیا۔

فاضل بریلوی قدس سرہ کے کلام کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ فصاحت و بلاغت، حلاوت و ملاحات، لطافت و نزاکت اور سلاست سب آپ کی باندیاں ہیں اور دست بستہ حاضر خدمت ہیں۔ آپ کے کلام کو پڑھ کر زبان بے ساختہ پکار اٹھتی ہے

ملک سخن کی شاہی تم کو رضا مسلم جس سمت آگئے ہو سکتے بٹھا دیتے ہیں

حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ کی لغتوں میں حسن و رعنائی، دل کشی و رنگینی طرزِ ادا کی خوش اسلوبی، جذب و شوق، سوز و گداز، خوبصورت استعارے، دل آویز تشبیہات اور بامعنی تلمیحات کا شاعرانہ اظہار پوری تابانیوں کے ساتھ موجود ہے۔

حضرت فاضل بریلوی کی لغت میں لغتوں کے بارے میں حضرت محدث کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک نہایت لطف اندوز واقعہ بیان فرمایا ہے۔

آپ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ لکھنؤ کے ادیبوں کی شاعرانہ محفل میں، میں نے اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا قصیدہ مواجیہ اپنے انداز میں پڑھا، تو سب جھومنے لگے۔ میں نے اعلان کیا کہ اردو ادب کے نقطہ نظر سے اس قصیدہ کی زبان کے متعلق ادیبوں کا فیصلہ پاتا ہوں تو سب نے کہا، اس کی زبان تو کوثر و تسنیم سے دھلی ہوئی ہے۔ اس قسم کا واقعہ ملی میں بھی پیش آیا، تو سرآمد شعراء نے جواب دیا کہ تم سے کچھ نہ پوچھیے۔ آپ عمر بھر پڑھتے رہیں، ہم عمر بھر سنتے رہیں گے۔

بیشیت نعت گو شاعر کے جناب افتخار اعظمی نے فاضل بریلوی کو یوں خراج عقیدت پیش کیا، آپ کے کلام کی طرف بہت کم توجہ دی گئی ہے، حالانکہ اُن کا نعتیہ کلام اس پائے کا ہے کہ انہیں طبقہ اولیٰ میں جگہ دی جانی چاہیے (ارمغانِ حرم ص ۱۴) حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مقام نبوت کے ادب و احترام کا خصوصیت سے لحاظ رکھا ہے۔ آپ کے نعتیہ کلام میں کوئی شعر ایسا نہیں ملتا، جس میں مقام نبوت، رگرتا ہوا نظر آئے۔ ایک مرتبہ معروف شاعر حضرت امیر مینائی نے نعت لکھ کر آپ کی خدمت میں ارسال کی، جس کا مطلع تھا:

کب ہیں درخت حضرت والا کے سامنے

مجنون کھڑے ہیں خیمہ لیلیٰ کے سامنے

اعلیٰ حضرت نے مطلع سنا اور مضطرب ہو کر فرمانے لگے: مصرعہ ثانی مقام نبوت سے فرد تیس ہے۔ حضور کہ لیلیٰ اور گنبد خضر کو خیمہ لیلیٰ سے تشبیہ دینا عاشقانِ رسول مقبول کے شایانِ شان نہیں۔ آپ نے قلم برداشتہ اصلاح فرمائی ہے۔ کب ہیں درخت حضرت والا کے سامنے قدسی کھڑے ہیں عرشِ معلیٰ کے سامنے اس طرح ایک اور صاحب نے سنایا: "شانِ یوسف جو گھٹی، تو اسی در سے گھٹی" آپ نے فرمایا: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کسی نبی کی شان گھٹانے نہیں بڑھانے تشریف لائے ہیں اس کو یوں بدلو۔ "شانِ یوسف جو بڑھی تو اسی در سے بڑھی"

کلامِ رضا کی فنی و معنوی خوبیاں

حضرت فاضل بریلوی کے حُسنِ تغزل کے بارے میں حضرت اختر الہامی کے الفاظ سنہری حروف سے مرقوم ہونے کے قابل ہیں۔ ملاحظہ ہو: "اپنے معاصرین میں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا امتیازی مقام ہے، اس کی دو وجہیں ہیں۔ ایک عشقِ رسول اور دوسرا تبحرِ علمی، اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ وہ پہلے شاعر ہیں، جنہوں نے حُسنِ اہتمام کے ساتھ غزل کو نیا روپ دیا۔ آپ نے اس عروسِ سخن کو مجازی محبوب کی دلیز سے اٹھایا، لغت کا پاکیزہ لباس پہنایا۔ عشقِ حبیب کے مقدس زیور سے آراستہ کیا اور حقیقی محبوب کی چوکھٹ پر پہنچا کر زندہ جاوید بنا کہ اس کے حقیقی مقام پر پہنچا دیا۔ (امام لغت گویاں ص ۵۸)

رنگِ تغزل کی مثال ملاحظہ ہو:

نقاب لٹے وہ مہرِ انور، جلالِ رخسار گرمیوں پر
فلک کو ہمیت سے تپ چڑھی تھی نیچے انجم کے آبلے تھے

آپ کے مشہور سلامِ رضا کا شعر ہے: جس کی تسکین سے رقتے ہوئے ہنس پڑے
اُس تبسم کی عادت پر لاکھوں سلام

جدتِ طبع

شعر و سخن کے امام اہل سنت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں جدتِ طبع کا اندازہ لگائیے کہ آگ کو ٹھنڈا کیا جا رہا ہے۔ اے عشق تیرے صدقے جلنے سے چھپے مستے جو آگ بجھا دے گی، وہ آگ لگائی ہے شمع کا بغیر دھوئیں اور پھول کا بغیر کانٹے کے ذکر کر کے فاضل بریلوی علیہ الرحمہ باسلوبِ کمال اپنے شاعرانہ مسندِ تخیل کو اس شعر میں بیان فرماتے ہیں: وہ کمال حُسنِ حضور ہے کہ گمانِ نقص جہاں نہیں یہی پھول خار سے دُور ہے یہی شمع ہے کہ دھواں نہیں

مضمونِ آفرینی

حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے اشعار میں مضمونِ آفرینی اور عنائی خیال کی کمال درجہ کی مثالیں ملتی ہیں۔ ملاحظہ ہو: وہ دل کے خون شدہ ارماں تھے جس میں کل ڈال فغان کہ گورِ شہیدان کو پائمال کیا

روزِ مرہ کے محاورے

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام ثقل سے خالی، سلاست اور

روزِ مرہ استعمال ہونے والے محاوروں سے سجا ہوا ہے۔ تاج و تخت کے لیے حکومتیں
ٹکرائیں اور فنا ہو گئیں۔ فاضل بریلوی قدس سرہ جس خوبی سے اس مضمون کو ادا کرتے
ہیں ملاحظہ فرمائیے اور محبوم جائیے۔

اُن کا منگتا پاؤں سے ٹھکرائے وہ دنیا کا تاج
جس کی خاطر مر گئے منعمر رگڑ کر ایڑیاں

سلام رضا

حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا چہارہ دانگ عالم میں شہرت یافتہ
سلام، اُن کی سلاست زبان اور زور بیان کا منہ بولتا کرشمہ ہے۔ اس سلام
کا پیشہ چمنِ نعت کا ایسا گل جیل ہے، جس کی خوشبو سے مشامِ جاں معطر ہے۔
اس کی روانی اور سادگی بے مثال ہے۔ مقالہ کی طوالت مانع نہ ہو تو سلام رضا
سے بہت سے اشعار مثال کے لیے پیش کیے جاسکتے ہیں، اس لیے کہ

ہر ایک پھول بجائے خود گلشن ہے
میں کس کو چھوڑوں کس کو آگے کروں

جس کے آگے سرِ سرورِ خم رہیں اُس سر تاجِ رفعت پہ لاکھوں سلام
لیلۃ القدر میں مطلع الفجرِ حق مانگ کی استقامت پہ لاکھوں سلام
استعارہ، حضرت امام شعر و ادب کا کلام صنائعِ بدائع اور بیان کے نوادرا
سے بھر پور اور سلیقہ سے مزین ہے۔ آپ کے کلام میں استعارہ تشبیہ تخیلیں تلمیح

لف و نشر کی کمی نہیں۔ علی الترتیب ہر ایک کی ایک ایک مثال سے آنکھوں کی ٹھنڈک
اور وجدان کا مژور حاصل کریں اور دل کھول کر عاشقِ رسول کو داد دیں۔

مثال استعارہ: اُن کے قدم سے سلعۂ غالی ہوتی جنان
واللہ میرے گل سے ہے جاہ و جلال گل

دونوں جگہ گل سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والا صفات مراد لی گئی ہے اور
دونوں جگہ گل مستعار لیا گیا ہے۔

تشبیہ: ایک شعرِ چشمانِ مبارک کو حریمِ حق سے خوب تشبیہ دی گئی ہے۔
سُرملیں آنکھیں، حریمِ حق کی دہِ مشکیں غزال
ہے فضا نے لامکان تک جن کا رہنا نور کا
تجنیس: مومن تو وہ ہے جو اُن کی عزت پر مے دل سے
تعظیم بھی کرتا ہے نجدی تو مے دل سے

مصرعہ اولیٰ میں مے سے ٹوٹ ٹوٹ کر نا اور مصرعہ ثانی میں مے دل سے مراد وہ دلی ہے
تلمیح: عروسِ سخن کے شنوار امام احمد رضا کے کلام میں تلمیحات کا کثرت سے
استعمال ہوا، جو آپ کے عروجِ فن، شاعرانہ رفعت اور فکر و نظر کی گہرائی کے لیے کافی ہے
لف و نشر: دندانِ ولب و زلف و رخِ شاہ کی فدائی
ہیں دُرِ عدن، لعلِ یمن، مشکِ خنک پھول
لف و نشر غیر متب: حسنِ یوسف پہ کٹیں مضر میں انگشتِ زنان
شکر کھاتے ہیں تیرے نام پہ مردانِ عرب

ابھی تک تو امام اہل سنت اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے اردو کلام پر گفتگو ہوئی۔
لگے ہاتھوں یہ بتانا بھی ضروری ہے کہ امام احمد رضا قدس سرہ نے عربی اور فارسی میں
طبع آزمائی کی ہے۔ جنابِ یسین اختر مسباحی المدیح النبی، میں امام کی عربی شاعری کا ذکر
کرتے ہوئے لکھا ہے کہ آپ نے ۸۸۲ میں سترہ اشعار پر مشتمل عربی زبان میں ایک حمد کہی
ہے (المدیح النبی ص ۱۹) اس کے علاوہ حدائقِ بخشش میں کم یاتِ لطیفہ کی نظر کے
عنوان سے آپ نے ایک نعت لکھی جو عربی، فارسی، اردو اور ہندی پر مشتمل ہے اور
آپ کی شاعرانہ رفعت کا بین ثبوت ہے۔

تاجدارِ بریلی کا قصیدہ معراجیہ

معراج شریف ایک ایسا عنوان ہے جسے تقریباً تمام شعرا نے اس کو موضوعِ سخن بنایا ہے، لیکن کلامِ امام تو امام الکلام ہے۔ آپ نے عروسِ سخن کے بانگپن کو جس طرح نکھارا ہے، وہ آپ ہی کا حصہ ہے۔

پروفیسر مرزا نظام الدین لکھتے ہیں: ان کے معراج نامہ میں شاعرانہ نقطہِ سخنوں کے ایسے فنکارانہ نمونے نظر آتے ہیں کہ ذوقِ جمال جھوم اٹھتا ہے۔ شعر ملاحظہ ہو،

ستم کیا کیسی مت کٹی تھی، قمر وہ خاک ان کے گزری
اٹھانہ لایا کہ ملتے ملتے یہ داغ سب دیکھنا مٹے تھے

قصیدہ معراجیہ پر تحقیقی مقالہ ص ۲۸

علامہ اقبال اور کلامِ امام

شعر و سخن کے امام، امام احمد رضا کے نعتیہ کلام سے بڑے بڑے لوگ متاثر ہوئے۔ حکیم الامت حضرت علامہ اقبال کے کلام میں آپ کا رنگ نمایاں نظر آتا ہے۔ نوادراتِ اقبال میں عبدالغفار شکیل ایم۔ اے نے ایک واقعہ نقل کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

غالباً ۱۹۲۹ء کا واقعہ ہے۔ انجمن اسلامیہ سیالکوٹ کا جلسہ تھا۔ حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ اس جلسہ کے صدر تھے۔ جلسہ میں کسی خوش الحان نعت خوان نے امام احمد رضا خاں صاحب کی نظم شروع کی، جس کا مصرعہ تھا: "رضائے خدا اور رضائے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نظم کے بعد علامہ اقبال علیہ الرحمۃ صدر رقی خطبہ کے لیے کھڑے ہوئے اور ارجمنداً فرمایا:

تماشا تو دیکھو کہ دوزخ کی آتش لگائے خدا اور بجھائے محمد
تعجب تو یہ ہے کہ فرودیں اعلیٰ بنائے خدا اور بسائے محمد
(نوادراتِ اقبال ص ۲۵) (صلی اللہ علیہ وسلم)

کلامِ امام اربابِ دانش کی نظر میں

ذیل میں ہم اربابِ فکر و دانش کی آرا کلامِ اعلیٰ حضرت کے سلسلہ میں پیش کرتے ہیں۔ جناب ڈاکٹر محمد مسعود صاحب نے "نئیاتِ اعلیٰ حضرت" میں شیخ احمد ابو الخیر مکی کا ایک مقولہ نقل کیا ہے، جو اردو قالب میں کچھ یوں ہے:

"مولانا بریلوی جیسے شیخ کے وجود پر میں خدا کا شکر ادا کرتا ہوں، بیشک میں نے علم اور فصاحت میں ان جیسا نہیں دیکھا۔" (حیاتِ اعلیٰ حضرت ص ۱۱۱)

مرزا داغ دہلوی کو حضرت مولانا حسن رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ نے اعلیٰ حضرت کی نعتیہ غزل کا یہ مطلع سنایا:

وہ سوئے لالہ زار پھرتے ہیں ترے دن اے بہار پھرتے ہیں
مطلع سن کر داغ جھومنے لگے بار بار پڑھواتے اور وجد کرتے، بہت تعریف کی اور کہا فرمایا: "گولوی ہو کر ایسے اچھے شعر کہتا ہے۔" یہ بہترین وادبے جو استاد داغ دہلوی کسی شاعر کو دے سکتے تھے۔" (اعلیٰ حضرت بریلوی - مقبول جہانگیر ص ۱۳۸)

ڈاکٹر سید عبداللہ کہتے ہیں: حضرت مولانا بریلوی اُن اہل عرفان و نظر سے ہیں جن کی طلبِ آرزو میں زندگی کو صدیوں کا انتظار کرنا پڑتا ہے (ماہنامہ ضیائے عرم ص ۱۱۱)

جناب غلام رسول تہر لکھتے ہیں: (اعلیٰ حضرت بریلوی نمبر، احتیاط کے باوجود نعت کو کمال تک پہنچانا، واقعی اعلیٰ حضرت کا کمال ہے۔"

(۱۸۵۷ء کے مجاہد ص ۲۱۱)

الحاج حکیم مظفر الدین عزیٰ حضرت امام کے نعتیہ کلام پر بحث کرتے ہوئے رقمطراز ہیں: "نعت گوئی کی روایت کو بلند سطح تک پہنچانے میں ان کا ایک مقام ہے۔ انہوں نے درود و سلام مناجات کی صورت میں نہایت مؤثر پاکیزہ اور معنی آفرین نعتیں

کہی ہیں۔ دل پاہتا ہے کہ سلام رضا کا یہ شعر بار بار پڑھتے رہیں۔

جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند

اُس دل افزو ساعت پلا کھول سلام (دجوان رضا ص ۱۵)

پروفیسر نسیم قریشی ریڈر شعبہ اُردو مسلم یونیورسٹی علی گڑھ اپنے تاق کا اس

طرح اظہار کرتے ہیں کہ مولانا احمد رضا خاں مرحوم محزن علم تھے۔ اپنی بصیرت و

صلاحیتوں کی بدولت اپنی مثال آپ تھے۔ اُن کے نعتیہ قصائد مشافی فن کا

منظر اور جوش جذبات کا آئینہ ہیں۔ (اعلیٰ حضرت کی شاعری پر ایک نظر ص ۶۹)

پروفیسر الہی بخش کہتے ہیں: اعلیٰ حضرت کی زندگی کے خزانے میں وہ تمام

جو امر پوری آن بان اور تب و تاب کے ساتھ موجود ہیں، جو ایک نعت کہنے والے

کے لیے ضروری ہیں۔ علوم دینی و دنیاوی کی گہرائی و گہرائی فکری و ذہنی صلاحیت

فقیہانہ بصیرت عالمانہ تجرید عشق رسول سبھی کچھ ان کے دامن میں موجود ہے۔

(عرفان رضا ص ۳۲)

ڈاکٹر فرمان فتح پوری صدر شعبہ اُردو کراچی یونیورسٹی لکھتے ہیں: ”

علماء دین میں نعت نگار کی حیثیت سے سب سے ممتاز نام مولانا احمد رضا بریلوی کا۔“

اصغر حسین نذیر لکھناؤی کے الفاظ کچھ اس طرح ہیں:

”مولانا احمد رضا خاں کو شیریں زبانی کے اعتبار سے اہل زبان پر سبقت

حاصل ہے اور بیان میں ندرت ہے۔“ (سلام رضا ص ۱۵)

جسٹس مفتی سید شجاعت علی قادری اپنی عربی کتاب ”مجدد الامۃ“ میں علامہ

حافظ احسان الحق رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے حضرت شیخ ضیاء الدین مدنی کا قول

نقل کرتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا: میں نے اعلیٰ حضرت کا عربی قصیدہ علامہ مصر کے

سامنے پڑھا، تو سب بول اُٹھے یہ کلام کسی خالص العرب کا ہے شعر ملاحظہ ہو (مجدد الامۃ ص ۱۲)

الحمد للمتوجہ، بجلالہ المتفرد و صلواتہ دوماً علی خیر الانام محمد

صلی اللہ علیہ وسلم

کلام اعلیٰ حضرت قرآن و حدیث کا عکس جمیل

حسان ہند حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے بھرت اشعار

ایسے ہیں، جو قرآن حکیم کی تفسیر یا حدیث مبارکہ کی تشریح و توضیح پر مشتمل ہیں۔ نہاں

خانہ قلب کی آواز تو یہ تھی کہ امام اہل سنت نے جن آیات و احادیث کی منظوم شرح

فرمائی ہے، اُن کی مکمل تخریج کی جائے، لیکن مختصر مقالہ اس کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ ایک

جھلک ملاحظہ ہو: ہے کلام الہی میں شمس و صبحی تیرے چہرہ نور فرشتہ کی قسم

اس میں قرآن مجید کی دو آیات و شمس و صبحی تیرے چہرہ نور فرشتہ کی قسم

وہ خدا نے ہے مرتبہ تجھ کو دیا نہ کسی کو ملے نہ کسی کو ملا

کہ کلام مجید نے کھائی شہا، تیرے شہر و کلام و بقا کی قسم (مدائق بخشش ص ۱۵)

اس میں تین آیات کا ترجمہ موجود ہے (۱) لَا أُقْسِمُ بِهَذَا الْبَلَدِ وَأَنْتَ حِلٌّ بِهَذَا

الْبَلَدِ۔ مجھے اس شہر مکہ کی قسم ہے، اس لیے کہ اے محبوب! تو اس میں تشریف فرما ہے۔

(۲) وَ قِيلَ يَا سُبْحَانَ هُوَ كَأَنَّ قَوْمًا لَا يُؤْمِنُونَ۔ مجھے رسول اُس کہنے کی قسم

کہ اے میرے رب! یہ لوگ ایمان نہیں لائے (۳) كَعَمْرٍأَيَّ أَنْتُمْ كَفَى سَكْرَتَهُمْ بِعَمْرٍأَيَّ

اے محبوب! مجھے تیری عمر پاک کی قسم، یہ کافر اپنے نشے میں اوندھے ہوئے ہیں۔

رفعت ذکر ہے تیرا حصہ، دونوں عالم میں ہے تیرا چہرہ (مدائق بخشش ص ۱۵)

مُزْغٍ فَرْدٍ لِسَانِ حَمْدِ خَدَائِرِی ہِی مَحْ ذِکْرُکَ تَعْلٰی

مصرعہ اولیٰ میں قرآن پاک کی آیت وَ سَأَعْمَلُ لَكَ ذِکْرًا کا بیان ہے

اُن کے سوا رضا کوئی حامی نہیں جہاں گزرا کہے ہو وہ گزرا کہے ہو

اس میں قرآن پاک کی دو آیات کی طرف اشارہ ہے (۱) اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ بِاَنَّکَ

مِنْ اَنْفُسِهِمْ۔ نبی پاک اُن کی جانوں سے داد دے ان کے لیے (۲) اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ

(۲) لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَؤُوفٌ رَّحِيمٌ
بے شک تمہارے پاس تشریف لائے، تم میں سے وہ رسول جن پر تمہارا مشقت میں
پڑنا گراں ہے، تمہاری بھلائی کے نہایت پیانے والے مسلمانوں پر کمال مہربان (کنز الایمان)

جس نے ٹکڑے کیے ہیں قمر کے وہ ہے

نور وحدت کا ٹکڑا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم

پہلے مصرع میں اقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَالنَّشَقُ الْقَمَرُ کا ترجمہ ہے اور دوسرے
مصرع میں حدیث پاک کُلُّ الْخَلْقِ لِقٍ مِّنْ نُورِي وَأَنَا مِّنْ نُورِ اللَّهِ کا ترجمہ
موجود ہے۔

خلیل و نبی مسیح و صفی، سبھی سے کہی کہیں نہ بنی

یہ بے خبری کہ خلق پھری کہاں سے کہاں تمہارے لیے

یہ طویل حدیث شفاعت کی طرف اشارہ ہے۔ حدیث پاک کا ترجمہ ملاحظہ ہو:
حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما راوی ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا، سورج قیامت کے دن تمہارے اتنا قریب ہوگا کہ پسینہ کانوں کے نصف تک
پہنچ جائے گا، تو اس سال میں لوگ استغاثہ کریں گے۔ حضرت آدم علیہ السلام سے
پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے، یہاں تک کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام (بخاری ۱۹۹)
طیبہ میں مر کے ٹھنڈے چلے جاؤ آنکھیں بند

سیدھی سرکن پہ شہر شفاعت نغمہ کی ہے

حدیث میں فرمایا: مَنْ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يَمُوتَ فِي الْمَدِينَةِ فَلْيَمُتْ بِهَا
فَإِنِّي أَشْفَعُ لِمَنْ يَمُوتُ بِهَا (شائع ترمذی ۱۸۸) جس شخص کو تم میں سے یقین ہو کہ
وہ مدینہ پہنچ کر مے پس اسے چاہیے کہ وہاں ہی مے کہ جو وہاں مے گائیں اس کی شفاعت کرے گا۔

چھائے ملائکہ ہیں، لگاتار رہے درود

بدلے ہیں بدلی میں بارش درود کی ہے

حدیث شریف میں ہے، حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہر روز ستر ہزار فرشتے
آسمان سے اتر کر حضرت آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبر انور کا طواف کرتے ہیں۔ حتیٰ کہ
اپنے بازوؤں سے تربت اطہر کو ڈھاپ لیتے ہیں اور قبر انور کو اپنے جلو میں لے کر آپ پر
درود شریف پڑھتے ہوئے آپ کے لیے ترقی کمال کے طالب رہتے ہیں۔ اس کے بعد
فرشتوں کی یہ جماعت آسمان پر چلی جاتی ہے۔ پھر دوسرے ستر ہزار فرشتوں کی
جماعت اتر آتی ہے جو صبح تک مشغول رہتی ہے (جو اہل البیہار فی فضائل النبی المختار ص ۲۱۴)

یہ جو مہر و ماہ پہ ہے اطلاق آنا نور کا

بھیک تیرے نام کی ہے استعارہ نور کا

حدیث شریف ہے، حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں چاندنی رات ہے
میں کبھی چاند کو دیکھتا ہوں اور کبھی چہرہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو۔ بالآخر میرا فیصلہ
یہی تھا، هُوَ أَحْسَنُ عِنْدِي مِنَ الْقَمَرِ۔ وہ میرے نزدیک چاند سے
زیادہ خوبصورت ہیں۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۵۱)

دور و نزدیک کے سننے والے وہ کان

کان لعل کرامت پہ لاکھوں سلام

حدیث مقدسہ ہے، حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ
حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، اَتَى أَسْرَى مَا لَا تَقْدُرُونَ
وَأَسْمَعُ مَا لَا تَسْمَعُونَ۔ بے شک میں دیکھتا ہوں امور تم نہیں دیکھتے
اور جو میں سنتا ہوں، تم نہیں سنتے۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۲۵۵)

وہ دہن جس کی ہر بات وحی خدا
چشمہ علم و حکمت پہ لاکھوں سلام

قرآن مجید میں آتا ہے، وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ۔ اور وہ تو کوئی بات نہیں کرتے، مگر وہ جو انہیں وحی کی جاتی ہے اور حدیث میں آتا ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، مَا أَخْبَرْتُكُمْ أَنَّكَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ فَهُوَ الَّذِي لَا شَكَّ فِيهِ۔ جو خبر بھی میں تمہیں دیتا ہوں، وہ بلاشبہ اللہ کی طرف سے ہوتی ہے اور اس میں کوئی شک و شبہ نہیں ہوتا۔ (مؤید منشور جلد ۶ ص ۱۲۲)

اس کی پیاری فصاحت پہ بے حد درود
اس کی دل کش بلاغت پہ لاکھوں سلام

حدیث پاک میں ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ قبیلہ یمن کا ضاد نامی ایک شخص حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھا تھا۔ اُس وقت آپ اللہ تعالیٰ کی تعریف اور ثناء فرما رہے تھے۔ آپ کے کلمات سن کر ضاد نے کہا پھر ایک مرتبہ پڑھیے۔ خدا کی قسم! میں بہت سے کامیوں، ساعروں، شاعروں کا کلام سن چکا ہوں۔ خَمَّا سَمِعْتُ مِثْلَ هَؤُلَاءِ كَلِمَاتٍ وَلَقَدْ بَلَغْنَا قَامُوسُ الْبَحْرِ فَهَلُمَّ يَدَكَ أَبَا يَعْنِي عَلَى الْإِسْلَامِ فَبَالَعَهُ۔ لیکن ان کلمات کے مثل میں نے نہیں سنا۔ یہ تو معنا ایک بحر ذخار اور دریائے یکنیا ہیں، اپنا ہاتھ بڑھائیے، میں دین اسلام قبول کرتے ہوئے آپ کی بیعت کرتا ہوں اور وہ مسلمان ہو گیا۔ (خصائص کبریٰ، ص ۱۲۴)

ہاتھ جس سمت اٹھا غنی کر دیا
موج بحر سماحت پہ لاکھوں سلام

حدیث نبوی ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، یا رسول اللہ! میں آپ سے بہت کچھ سنتا ہوں، مگر بھول جاتا ہوں۔ آپ نے ارشاد فرمایا، اپنی چادر پھیلاؤ۔ میں نے چادر پھیلا دی۔ فَغَرَفَ بِيَدَيْهِ فِيهِ ثُمَّ قَالَ ضَمَمَهُ قَضَمْتُهُ وَمَا نَسِيتُ شَيْئًا بَعْدَ۔ تو آپ نے لپ بھر بھر کر اس میں ڈال دیئے اور فرمایا، اس کو سینے سے لگا لے۔ میں نے ایسا ہی کیا۔ پس اس کے بعد میں کچھ نہیں بھولا (بخاری جلد ۱، شعبان اللہ! سخاوت مصطفیٰ اور وسعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کیا کہنا۔ جو چیز کائنات کا کوئی تخی نہیں دے سکتا، ہاتھوں سے نہیں بانٹنی جاسکتی تھی، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دست النور سے عطا فرما رہے ہیں۔

دست احمد عین دست ذوالجلال آمد اندر بیعت و اندر قتال

سیرت ابن ہشام میں مرقوم ہے: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دست النور میں ایک چھتری تھی۔ آپ جس بت پر وہ چھتری لگا دیتے جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَّقَ الْبَاطِلُ، تو وہ بت اوندھے منہ زمین پر گر جاتے، جس سے سب لوگ تعجب کرتے۔ (سیرت ابن ہشام ج ۴، ص ۵۹) اس تعجب کو دور کرنے کے لیے امام اہل سنت اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ کو اللہ کا ہاتھ قرار دیا اور قرآن کریم نے بھی يَدُ اللَّهِ قَوْفُ اَيُّدِيهِمْ فرما کر اس ہاتھ کو اللہ کا ہاتھ قرار دیا۔ زبہ عزت و اعتلائے محمد کہ ہے عرش حق زیر پائے محمد اس شعر میں پائے اقدس کی عظمت و رفعت کا ذکر حدیث معراج کے حوالہ سے فرمایا کہ معراج کی شب عرش پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے اور قدم مبارک کے بائیں میں حضرت زرارہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک وفد کی صورت میں مدینہ منورہ آئے فَتَقَبَّلَ يَدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَسَّ جِلْدَهُ۔ (مشکوٰۃ ص ۵) تو ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ اور پاؤں چومتے۔

تو ہے سایہ نور کا ہر عضو، طمطی نور کا
سایہ کا سایہ نہ ہوتا ہے نہ سایہ نور کا

حدیث نبوی ہے حضرت زکوان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اَنْ سُرَّ سَوْلُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكُنْ يُزَالُهُ ظِلُّ فِي الشَّمْسِ وَلَا فِي
الْقَمَرِ۔ کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہ دھوپ میں نظر آتا ہے نہ
چاندنی میں۔ (زررقانی علی الموابہ جلد ۴، ص ۲۷)

عنبہ زمیں عبیر ہوا، مُشک تر عبا
ادنی اسی یہ شناخت تیری راہ گزر کی ہے

حدیث پاک میں ہے حضرت بابر اور حضرت انس رضی اللہ عنہما روایت
کرتے ہیں: کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا مرّ في
طريق من طرق المدينة وحدها منه سائح الطين
وقالوا۔ مرّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من هذا الطريق
حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ منورہ کی کسی گلی سے گزرتے، تو لوگ اُس گلی سے
خوشبو پاتے اور کہتے کہ اس گلی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ہوا ہے۔

(دلائل النبوة ص ۳۸۳ خصائص کبریٰ ص ۷۷)

قرآن و حدیث کے آئینے میں کلام اعلیٰ حضرت کو دیکھنے کی ایک معمولی سی کوشش
کی گئی ہے، جس کا حاصل یہ ہے۔

فنی شعری شہر یا راہی جگہ نعت کہنے کو احمد رضا چاہیے

حرف آخر

آخر میں ملت اسلامیہ کی توجہ اس طرف مبذول کرنا ضروری ہے کہ اعلیٰ حضرت

فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سرزمینِ بہار میں اسلام کا پرچم بلند کرنے والے ایک عظیم اور
تندرست سالار فقہ حنفی کو چار چاند لگانے والے ایک نامور فقیہ، علم و فضل کے ایک
دانشمندہ آفتاب جس کی تابانیوں کے سامنے تمام مخالفین کے علم ماند پڑ جاتے ہیں
عالی شان اخلاقِ حسنہ سے مزین، عظیم الشان مدبر، عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم
کی لازوال دولت کے پاسبان اور برصغیر کی مسلم اکثریت کے مسلمہ پیشوا ہیں۔ اس عظیم
قد و قامت والی شخصیت کو تعصب کی پیٹی اتار کر دیکھنے اور سمجھنے کی ضرورت ہے اور
اس عظیم رہنما کے بتائے ہوئے راستے پر عمل پیرا ہونے میں ہی کامیابی کا راز مضمر ہے۔
فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف کا مطالعہ حیاتِ ظاہری کو سنت
نبوی کے مطابق ڈھالنے کے لیے ضروری ہے اور اس لیے بھی کہ مطالعہ سے ہی
تصویر کے دونوں رخ واضح ہو جاتے ہیں اور پتہ چلتا ہے کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی
رحمۃ اللہ علیہ کسی بدعت کے موجد و مؤید نہیں، بلکہ برصغیر میں آپ کا وجود مسعود
غیر شرعی رسومات کے خاتمہ کے لیے رب کائنات جل شانہ کا ایک احسانِ عظیم ہے۔
اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ ہمیں تعلیمات اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں
بریلوی رحمۃ اللہ علیہ پر عمل کرنے اور آپ کے مشن کو جاری و ساری رکھنے کی توفیق
رفیق ارزانی فرمائے۔ آمین ثم آمین بجاہ حبیب اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام!

محتاجِ دعا

حافظ محمد عارف ساعیدی

مانسہرہ

عرض مرتب

حقیقت بہر حال حقیقت ہے ہزار ہا پردوں کے پیچھے بھی نہیں چھپتی —
حقیقت خود کو منوالیتی ہے، مافی نہیں باقی۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ
کے علمی کارنامے تجدید و احیائے دین اور فروغ عشق رسالت ایک حقیقت ہے،
جسے تاریخ نویسوں نے بغض و عناد کے دیز پردوں کے پیچھے چھپانے کی بہت کوشش
کی، مگر جوں جوں جہالت کی تاریکیاں چھلٹی گئیں۔ علم و حکمت کا یہ آفتاب نمایاں
ہونا لگا۔

آج دنیا میں اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے علمی کارناموں پر تحقیق ہو رہی ہے،
اور ارباب علم و دانش پر یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ
نے اپنی زندگی کے مختصر عرصے میں بے مثال علمی کام کیا ہے، جس سے استفادہ کرنا
مثلاًشیانِ راہ حق کے لیے ضروری ہے۔

مجھے اپنی بے بضاعتی اور کم علمی کا پورا پورا احساس ہے، مگر فاضل بریلوی
کی ذات گرامی سے بے پناہ محبت و عقیدت کے جذبے نے قلم اٹھانے کی ہمت
دی اور اسی جذبہ کے تحت یہ حقیر سی کوشش کی گئی ہے۔

سب دربارِ عالیہ سعید یہ کاظمیہ

حافظ محمد عارف روق سعیدی

دعوتِ عمل

- 1۔ فرائض و واجبات کی ادائیگی کو ہر کام پر اولیت دیکھئے۔ اسی طرح حرام و مکروہ کاموں اور بدعات سے اجتناب کیجئے کہ اسی میں دنیا و آخرت کی بھلائی ہے۔
- 2۔ فریضہ نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ تمام ترکوشش سے ادا کیجئے کہ کوئی ریاضت اور مجاہدہ ان فرائض کی ادائیگی کے برابر نہیں ہے۔
- 3۔ خوش اخلاقی، حسن معاملہ اور وعدہ وفا کی کو اپنا شعار بنائیے۔
- 4۔ قرض ہر ضرورت میں ادا کیجئے کہ شہید کے تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں لیکن قرضِ مُعاف نہیں کیا جاتا ہے۔
- 5۔ قرآن پاک کی تلاوت کیجئے اور اس کے مطالب سمجھنے کے لیے کلام پاک کا بہترین ترجمہ **کنز الایمان** از امام احمد رضا بریلوی پڑھ کر ایمان تازہ کیجئے۔
- 6۔ دینِ متین کی صحیح شناسائی کے لیے اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی اور دیگر علماء اہل سنت کی تصانیف کا مطالعہ کیجئے۔ جو حضرات خود نہ پڑھ سکیں وہ اپنے پڑھ گھسے بھائی سے درخواست کریں کہ وہ پڑھ کر سنائے۔
- 7۔ فاتحہ، عکس، میلاد شریف اور گیارہویں شریف کی تقریبات میں کھانے، شیرینی اور پھلوں کے علاوہ علماء اہل سنت کی تصانیف بھی تقسیم کیجئے۔
- 8۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے احکام و فرامین جاننے، ان پر عمل کرنے اور دوسروں تک پہنچانے کے لیے **رضا اکیڈمی** کی تحریک میں شمولیت اختیار کیجئے۔
- 9۔ ہر شہر میں سنی لٹریچر فراہم کرنے کے لیے کتب خانہ قائم کیجئے یہ تبلیغ بھی ہے اور بہترین تجارت بھی۔
- 10۔ ہر شہر اور ہر محلہ میں لائبریری قائم کیجئے اور اس میں علماء اہل سنت کا لٹریچر ذخیرہ کیجئے کہ تین دین کا اہم ترین ذریعہ ہے۔
- 11۔ انجمن طلباء اسلام کی ہر ممکن امداد اور سرپرستی کیجئے۔
- 12۔ رضا اکیڈمی رجسٹرڈ لاہور کی رکنیت قبول کیجئے، رکنیت فارم اکیڈمی کے دفتر سے طلب کیجئے۔

رضا اکیڈمی (رجسٹرڈ) لاہور۔ پاکستان